ڈاکٹر محمد یونس بٹ کی مزاح نگاری پر مشتاق احمد یوسفی کے اثرات کا تنقیدی مطالعہ

A Critical Study of the Influence of Mushtaq Ahmed Yousufi on the Humor of Dr. Muhammad Yunus Butt

Dr. Qasim Ali
PhD-Urdu, G.C University Faisalabad
qasimalijrw05@yahoo.com
Dr. Saira Irshad
Assistant Professor, Department of Urdu, Govt Sadiq College Women University, Bahawalpur
saira.irshad@gscwu.edu.pk

KEYWORDS

Humor
Distinctive
Spontaniety
Immaturity
Prevalent
Witness
Style

DATES

Received	**19-10-2024**
Accepted	**22-11-2024**
Published	**31-12-2024**

QR CODE

ABSTRACT

The image of satire and humor in modern Urdu prose, the color of pure humor in shades, appears obviously with its distinctive features of rancidness. The name of Mushtaq Ahmad Yousafi also appears in modern Urdu prose comics. The elements of spontaneity and fluency are very prevalent in their prosic works. The humor with life is a witness to the fact that every artist is primarily an ideal artist. He does not tolerate social unravished, but expressed it in light humor, conveying its impressions to others. Immaturity in his style is not reflected anywhere. There is no doubt that his style of writing is pervasive and that's why Dr. Muhammad Younas Butt also impressed by the style of Muahtaq Ahmad Yousifi's humor Urdu prose.

DOI:
http://journals.mehkaa.com/index.php/negotiations/article/view/107

تلخیص:

جدید اردو نثر میں طنز و مزاح کی جو تصاویر نظر آتی ہیں ان میں خالص طنز و مزاح کا رنگ ہے، ظاہر ہے کہ اپنی مخصوص خصوصیات کے ساتھ ان میں انوکھا پن نظر آتا ہے۔ جدید اردو نثری مزاح نگاری میں مشتاق احمد یوسفی کا نام اہم ہے۔ بے ساختہ پن اور روانی کے عناصر ان کے نثری تخلیقات میں بہت زیادہ پائے جاتے ہیں۔ زندگی کے ساتھ مزاح اس بات کا گواہ ہے کہ ہر فنکار بنیادی طور پر ایک مثالی فنکار ہوتا ہے۔ وہ سماجی بے راہ روی کو برداشت نہیں کرتا بلکہ ہلکے پھلکے مزاح میں اس کا اظہار کرتا ہے اور اپنے تاثرات دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ ان کے اسلوب میں ناپختگی کہیں نظر نہیں آتی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کا انداز تحریر وسیع ہے اور یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر محمد یونس بٹ، مشتاق احمد یوسفی کے مزاحیہ اردو نثر کے اسلوب سے متاثر نظر آتے ہیں۔ اس آرٹیکل میں محمد یونس بٹ کی مزاح نگاری پر مشتاق یوسف کی مزاح نگاری کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔

اردو ادب کی طنزیہ و مزاحیہ روایت میں موجودہ دور کا ایک اہم نام ڈاکٹر محمد یونس بٹ ان کی تصانیف میں سے ایک خاص تصنیف "افراتفریح" (۱۹۹۲ء) بھی ہے جس میں کم و بیش پچاس (۵۰) مزاحیہ خاکہ نما مضامین ہیں جن میں سے کچھ کا تعلق ادبی دنیا سے کچھ کا فلمی دنیا اور کچھ کا تعلق سیاسی دنیا سے ہے۔ ان تمام مضامین کا ادبی دنیا میں کیا مقام و مرتبہ ہے یہ ایک علاحدہ تحقیقی موضوع ہے یہاں ڈاکٹر یونس بٹ پر مشتاق احمد یوسفی کے کتنے اور کس نوعیت کے اثرات در آئے ہیں اس سے بحث کی جائے گی۔ جہاں تک یوسفی کے ادبی اثرات کا تعلق ہے تو یوسفی کے اثرات کو ڈاکٹر محمد یونس نے حد سے زیادہ قبول کیا ہے جس کا ثبوت موصوف کی تحریروں میں جابہ جا یوسفی کے مضامین کو اپنا بنا کر پیش کرنا ہے۔ موصوف کے کم و بیش ہر مضمون پر یوسفی کے اثرات کو دیکھا جا سکتا ہے مگر یہاں جو واضح اثرات ہیں انہی کو موضوع تحقیق بنا کر مختصر ان اثرات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

"افراتفریح" جس کا پہلا مضمون "گلابوں والی گلی والی" ہے اس کی متعدد جگہوں پر یوسفی کے اثرات دیکھے جا سکتے ہیں۔ اگر یوسفی عورت کے نکاح کا تذکرہ کرتے ہوئے مزاح تخلیق کرتے ہیں تو ڈاکٹر صاحب بھی اسی پینترے کو اختیار کرتے ہیں۔ سگریٹ جسے ہر دور میں برا کہا گیا ہے مگر اس کی کھپت ہر سال بڑھتی ہی رہتی ہے اور موت کا پیغام ملنے کے باوجود لوگ اسے ترک نہیں کرتے یوسفی نے سگریٹ کے حوالے سے اپنی تصنیف اول "چراغ تلے" (۱۹۶۲ء) بعنوان "موذی" میں ایک بہترین پیرائے سے مزاح تخلیق کیا ہے اور اپنے دوست مرزا کی اس لت پر نرالے انداز میں مزاح تخلیق کیا ہے کبھی یوسفی سگریٹ کو سپیرے کی پنگی، نفیری تو کبھی سگریٹ کو ستار العیوب کی نرالی تشبیہ سے تعبیر کرتے ہیں اقتباس ملاحظہ کریں:

> "کسی دانا نے سگریٹ کی کیا خوب تعریف کی ہے۔۔ ایک ایسا سلگنے والا بدبودار مادہ جس کے ایک سرے پر آگ اور دوسرے پر احمق ہوتا ہے۔"(1)

یوسفی کا یہ مضمون اتنا دلکش اور عمدہ مزاح کی بے مثال پیش کش ہے کہ پڑھنے والا عش عش کر اٹھتا ہے۔ ڈاکٹر محمد یونس بٹ نے بھی اس مضمون کے متعدد جگہوں پر اثرات قبول کئے ہیں۔ سگریٹ کے حوالے سے ہی موصوف بھی لکھتے ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ انہوں نے اپنے مضمون کا عنوان "کچھ سگریٹ کے بارے میں" بھی یوسفی سے متاثر ہو کر ہی رکھا ہے اور اس کے اثرات بھی خوب لئے ہیں بلکہ بعض جگہوں پر تو یوسفی کے مضمون کو ہی گھما پھیرا کر اپنے مضمون کا حصہ بنالیا ہے۔ اقتباس ملاحظہ کریں:

"سگریٹ ہے کیا؟ کاغذ کی ایک نلی جس کے ایک سرے پر شعلہ اور دوسرے پر ایک نادان ہوتا ہے۔"(2)

درج بالا مضمون میں متعدد جگہوں پر یوسفی کے اثرات دیکھے جاسکتے ہیں جیسا کہ اس مضمون میں دو مزید جگہوں پر بھی یوسفی کے اثرات دیکھے جاسکتے ہیں اگر یوسفی کہتے ہیں کہ نوجوان نسل کو اگر کسی کتاب سے بیزار کرنا ہے تو اسے نصاب میں شامل کر دیا جائے تو ڈاکٹر صاحب کی حس مزاح بھی فوراً پھڑکتی ہے اور لکھ دیتے ہیں کہ اگر نئی نسل کو سگریٹ سے بیزار کرنا ہو تو اسے نصاب میں شامل کر دیا جائے فرق صرف کتاب اور سگریٹ کا ہے باقی سب کچھ وہی ہے یا یوں کہیے کہ ڈاکٹر صاحب نے کتاب کی جگہ سگریٹ کی کھکھیڑ لگادی ہے باقی سب وہی ہے۔ یوسفی کی تیسری تصنیف "زرگزشت" (۱۹۷۶) جسے یوسفی کی خودنوشت سوانح عمری بھی کہا جاتا ہے اس کا ایک بہترین مضمون "جانا ہمارا کاک ٹیل پارٹی میں" ہے اس مضمون میں جہاں یورپی معاشرت پر کڑی تنقید ملتی ہے وہیں سرکاری پالیسیوں، تواہم پرستی کا ذکر اور مزاح کی نوعیت اس کی تعریف بھی بہترین مثالیں ملتی ہیں۔ اقتباس ملاحظہ کریں:

"جب ہر بات فنی اور ہر چہرہ حسین دکھائی دینے لگے تو فوراً کوئی ترش چیز کھالو۔ یہ دستیاب نہ ہو تو اپنی بیوی کی تصویر بٹوے میں سے نکال کر ایک نظر دیکھ لو۔"(3)

ڈاکٹر صاحب نے بھی یوسفی کے اس مضمون سے نہ صرف متاثر نظر آتے ہیں بلکہ اس سے کافی حد تک استفادہ بھی کیا ہے اور اسے اپنے مضمون "کچھ سگریٹ کے بارے میں" کا حصہ بھی بنایا ہے اور تھوڑے ردوبدل سے کام لے کر یوسفی کے مضمون کو اپنا مضمون بنا کر پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے اقتباس ملاحظہ کریں:

"تاہم جو شادی شدہ اسے چھوڑنا چاہتے ہیں وہ اس طرح کریں کہ سگریٹ کی ڈبی میں بیوی کی تصویر رکھا کریں۔"(4)

مشتاق احمد یوسفی کی مزاح نگاری کا خاصا ہے کہ جہاں وہ مزاح کے بیان میں کمال رکھتے ہیں وہیں حزنیہ بیانی بھی یوسفی کی قابل ستائش ہے۔ شادی بیاہ کی تقریبات جہاں ہمارے معاشرتی روایات کے عکاس ہوتی ہیں وہیں پر بہت سے مزاحیہ عناصر کا مرکب بھی ہوتی ہیں۔ شادی کی تقریبات اور دلھے کی شامت یہ بھی ہمارے ہاں کے عام رواج ہیں۔ یوسفی شادی کے حوالے سے کیسے مزاح تخلیق کرتے ہیں اقتباس ملاحظہ کریں:

"عام آدمی کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ اس کی زندگی میں صرف تین موقعے ایسے آتے ہیں جب وہ تنہا سب کی نگاہوں کا مرکز بنتا ہے: عقیقہ، نکاح اور تدفین۔"(5)

ڈاکٹر محمد یونس بٹ بھی ان اثرات کو قبول کئے بغیر نہیں رہتے اور مندرجہ بالا اقتباس کو تھوڑے ردوبدل کے ساتھ اپنے مضمون کا حصہ بنالیتے ہیں۔ موصوف کی تصنیف "افراتفریح" کا اگلا مضمون ہے "عمران خان کی شادی پر پابندی" جو کہ مزاحیہ ہونے کے ساتھ ساتھ خالص سیاسی طرز کا مضمون ہے جس میں موصوف عمراں خان کی شادی کو موضوع بنا کر مزاح تخلیق کرتے ہیں اس مضمون میں بھی متعدد جگہوں پر یوسفی کے اثرات در آئے ہیں مگر ایک جگہ تو واضح اثرات کا ثبوت میسر آتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ یوسفی نے عام آدمی کو تین موقعوں پر نگاہ کا مرکز کہا ہے اور موصوف نے ایک موقعے پر ہی اکتفا کیا ہے مگر بات ایک ہی ہے اقتباس ملاحظہ کریں:

"حالانکہ ہم جیسوں کی زندگی میں شادی ہی ایک ایسا موقع ہے جب ہم مہمان خصوصی ہوتے ہیں اور لوگ کہہ اٹھتے ہیں۔"(6)

اگر یوسفی شادی اور سگریٹ کا تذکرہ کرتے ہیں تو موصوف بھی شادی اور سستے سگریٹ کے بابت تذکرہ کرتے ہیں، اگر یوسفی یورپ والوں کے معاشرتی نظام پر تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کے بچوں کے لئے مشکل ترین سوال ولدیت بتانا ہے تو ڈاکٹر صاحب بھی اسی نظریے کو اپنے مضمون کی زینت بنالیتے ہیں۔ مراد کہ کوئی ایسا موقع نہیں جہاں ڈاکٹر صاحب نے یوسفی کو کوڈنہ کیا ہو اور یہ کوئی برائی بھی نہیں مگر اسے اپنا مضمون بنا کر پیش کرنا سراسر سرقہ ہے۔ موٹاپا انسانی حسن کے لئے زہر قاتل کی طرح ہے اور ہر انسان دھان پان دکھائی دینا چاہتا ہے مگر یہ حس عورتوں میں قدرے زیادہ پائی جاتی ہے یوسفی کے ہاں عورتوں کے موٹاپے عمر اور ان کی سلیقہ شعاری میں فقدان کے حوالے سے متعدد جگہوں پر مزاح پایا جاتا ہے کبھی یوسفی موٹی اور دبلی عورتوں کی دو اقسام کا تذکرہ کرتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ آج تک موٹی عورت کے لئے ایک بھی جنگ نہیں لڑی گئی تو کبھی یوسفی موم بتیوں کی کم ہوتی ہوئی تعداد اور عمر کے بڑھتے ہوئے سالوں کے ذکر سے مزاح تخلیق کرتے ہیں اور تو اور عورتوں کے کھانا پکانے کے فن اور مہارت پر بھی یوسفی مزاح تخلیق کرتے ہیں اور یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ پھوڑ سے پھوڑ عورت بھی انڈہ پکائے مزیدار پکے گا انڈے کو خراب کرنے کی مہارت فی زمانہ مفقود ہے:

"ہماری رائے میں کسی پڑھی لکھی عورت کے لئے اس سے سخت اور کون سی سزا ہو سکتی ہے کہ اسے چالیس دن تک اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھلایا جائے۔ دبلے ہونے کا اس سے بہتر اور زود اثر طریقہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔"(7)

ڈاکٹر محمد یونس بٹ کی تصنیف "افراتفریح" کا اگلا مضمون ہے "ڈاکو پھوپھی عارف علی" اس پر بھی یوسفی کے اثرات در آئے ہیں اور مندرجہ بالا اقتباس کے اچرات نمایاں طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ یہ مضمون بھی اس کتاب کے دیگر مضامین کی طرح ایک

سیاسی تنقید کا مرقع ہے جس میں نواب زادہ نصر اللہ خاں اور دیگر اس دور کی سیاست پر کڑی تنقید کی گئی ہے۔اسی مضمون میں ڈاکٹر صاحب نے یوسفی کے مندرجہ بالا اقتباس کو گھما پھیرا کر اپنی تحریر کا حصہ بنایا ہے جو کہ واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے اقتباس ملاحظہ کریں:

> "کسی ٹی وی پروڈیوسر کو سزا دینا ہو تو اس کا ایک طریقہ ہے کہ اسے اس کے اپنے تیار کئے ہوئے پروگرام دکھلائے جائیں تو ایسے ہی انہیں سخت سزا دی جا سکتی ہے کہ انہیں ان کا ہی ناچ گانا سنایا جائے۔"(8)

اگر یوسفی کہتے ہیں کہ مرے ہوئے انسان سے زندہ انسان بہتر ہے کیونکہ اس کی دو سانسیں باقی ہیں تو ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ سکندر اعظم سے بے روزگار بہتر ہے کیونکہ وہ زندہ ہے۔اگر یوسفی کہتے ہیں کہ کراچی بہت اچھا شہر ہے کاش کہ وہاں نہ ہوتا جہاں اب ہے تو ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ اگر کراچی پیرجو گوٹھ شریف ہوتا تو مزا آجاتا۔اگر یوسفی اپنی تصنیف "چراغ تلے"(۱۹۶۲ء) صفحہ ۳۵ پر کہتے ہیں کہ مرزا اپنے دوستوں کو بہت عزیز رکھتے ہیں محض اس بنا پر کہ وہ ان سے پہلے مر چکے تھے تو ڈاکٹر صاحب بھی اس مضمون کو گھما کر سکندر اعظم کا ذکر ڈال دیتے ہیں اور اپنی تصنیف "افراتفریح" صفحہ ۶۲ پر بیان کر دیتے ہیں کہ بے روزگار نوجوان سکندر اعظم سے بہتر ہے کیونکہ وہ زندہ ہے اور سکندا عظم مر چکا ہے۔

اگر یوسفی کہتے ہیں کہ پڑھائی کی حد تک بات ٹھیک ہے امتحان نہیں ہونا چاہیے تو ڈاکٹر صاحب بھی ایسا ہی کچھ نظریہ اختیار کرتے ہیں کہ پڑھائی اچھی چیز ہے بس امتحان نہیں ہونا چاہیے۔اگر یوسفی حسن زن اور حسن ظن سے مزاح تخلیق کرتے ہیں تو موصوف بھی حسن زن اور حسن ظن سے اپنے مضمون کو سجا لیتے ہیں۔اگر یوسفی کہتے ہیں کہ انسانوں کے ساتھ رہتے رہتے کتوں میں انسانوں والی خصلتیں آگئی ہیں تو ڈاکٹر صاحب لکھ دیتے ہیں کہ گھر میں کتا رکھنے کے خلاف ہوں کہ اس سے کتوں کے اخلاق پر برا اثر پڑتا ہے۔اگر یوسفی اپنے باس اینڈرسن کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ اس نے شراب اور سیکس کو ہاتھ بھی نہیں لگایا جب تک کہ بالغ نہیں ہو گیا تو ڈاکٹر صاحب بھی ایسا ہی لکھ دیتے ہیں۔بقول یوسفی کتا پیدا ہی اس لئے ہوتھا کہ پطرس اس پر بھرپور مضمون لکھ سکے سو وہ کام کب کا پورا ہو چکا ہے۔کتا ایسا جانور ہے جس پر کم و بیش ہر مزاح نگار نے لکھا ہے یوسفی کا مضمون "سیز رماتا ہری اور مرزا" ایسا قابل ستائش مضمون ہے کہ مزاح نگاری میں اس کی مثال کم ہی ملتی ہے اقتباس ملاحظہ کریں:

> "ہاں !بہت ہی ہوشیار کتا ہے۔گھر میں کچھ نہ ہو،تب بھی چوکیداری کر سکتا ہے۔' اس ازدواجی مکالمے سے بعد میں یہ فائدہ ضرور ہوا کہ تنخواہ ملتے ہی ہم نے گھر گرہستی کا ضروری سامان خرید ڈالا تا کہ کتا اس کی چوکیداری کر سکے۔"(9)

جہاں ہر مزاح نگار نے کتے کے حوالے سے مزاح تخلیق کیا ہے وہیں ڈاکٹر صاحب نے بھی کتے کے حوالے سے لکھا ہے مگر انداز اور مضمون ہو بہو یوسفی کا ہی اختیار کیا ہے۔کسی کا آپس میں مضمون کا مل جانا کوئی حیرت کی بات نہیں ہے مگر ہو بہو وہی مضمون کا پایا جانا قابل تفتیش بات ہے۔اقتباس ملاحظہ کریں:

"گھر کی حالت اب بھی ایسی ہے کہ چوروں کے ڈر سے کتا رکھنے کا سوچا تو پھر یہ سوچ کر ارادہ بدل دیا کہ کتا رکھیں گے تو گھر میں سامان بھی رکھنا پڑے گا جس کی حفاظت کر سکے۔"(10)

جیسا کہ اوپر ذکر آیا ہے کہ یوسفی کا مضمون "سیزر، ماتاہری اور مرزا" مزاح نگاری کا ایک بے مثال نمونہ ہے تو اس میں کوئی شک والی گنجائش نہیں ہے اس مضمون میں یوسفی اپنے انگریز باس کی عنائت کتے کو گھر رکھنے کے لئے کیا کیا جتن کرتے ہیں اس کی پوری کہانی بھرپور مزاحیہ انداز میں پیش کرتے ہیں اور ساتھ ہی کتوں کی اقسام ان کی آوازیں اور ان کی عادات واطوار کا خلاصہ بھی خوبصورت انداز میں پیش کرتے ہیں کی بچوں کی انگرزی کیسے کتے کی صحبت میں ٹھیک ہو جائے گی انگریز کی غلامی کا بدلہ اس کے کتے سے لیا جائے گا اور کیسے ان کی بیگم جھٹ سے اسے اپنا پالتو بنانے پر تیار ہو جاتی ہیں ساری داستان خوبصورت پیرائے سے بیان کی گئی ہے۔ انگریز لوگوں کو کتوں سے کیسا والہانہ لگاؤ ہے اور کیسے ان کا شجرہ نسب انہیں ازبر ہوتا ہے اس حوالے سے بھی اس مضمون میں جامع تذکرہ ملتا ہے۔ یوسفی کا انداز ملاحظہ کریں کہ کیسے انہوں نے انگریزوں کی سگ پرستی کا مذاق اڑایا ہے اقتباس ملاحظہ کریں:

"کہنے والے کہتے تھے کہ مسٹر ایس۔ کے ڈین اپنے نج کے بزرگوں کو اپنے لائق نہیں سمجھتے۔ مگر اصیل کتے کا شجرہ نسب پندرھویں پشت تک فر فر سناتے اور اس کے آباؤ اجداد پر اس طرح فخر کرتے، گویا ان کا خالص خون ان کی رگوں میں دوڑ رہا ہے۔"(11)

ڈاکٹر یونس بٹ نے بھی اپنے مضمون "جناب ملی کی سوانح عمری" میں یوسفی کے اسی مضمون کو کاپی کیا ہے بلکہ ان کا مضمون پڑھ کر لگتا ہے کہ یوسفی کے مضمون کو سامنے رکھتے ہوئے ہی موصوف نے اپنا مضمون ترتیب دیا ہے۔ اس مضمون میں بٹ صاحب نے بش اور باربرابش کے حوالے سے طنزیہ پیرائے سے اس مضمون کو لکھا ہے جس میں کتوں کے شجرہ نسب اور انگریزوں کی سگ پروری کے حوالے سے قصہ گوئی کی ہے۔ مگر دیکھا جائے تو لگتا ہے کہ یوسفی کو کاپی کر لیا گیا ہے اقتباس ملاحظہ کریں:

"وہ لوگ اپنا شجرہ نسب اتنے فخر سے نہیں سناتے جتنے فخر سے اپنے کتے کا۔"(۱۲)

جیسا کہ درج بالا کہا گیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے یوسفی کے مضمون "سیزر، ماتاہری اور مرزا" کو سامنے رکھ کر اپنے مضمون کو ترتیب دیا ہے تو اس میں کوئی شک والی بات نہیں ہے اوپر دو حوالے دئے گئے ہیں جو کہ اسی مضمون کا حصہ ہیں اگلا اقتباس بھی یوسفی کے اسی مضمون کا حصہ ہے جس کے اثرات ڈاکٹر صاحب کے ہاں پائے جاتے ہیں۔ اس مضمون میں یوسفی نے جہاں باس کے کتے پر مزاح تخلیق کیا ہے وہیں "ماتاہری" کتیہ کے کردار پر بھی روشنی ڈالی ہے جس سے ایک طرح سے انگریزوں کے معاشرتی نظام کی کمزوری کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے۔ اقتباس ملاحظہ کریں:

"ان کے تمام شکوے شکایتوں کا لب لباب بس یہ تھا کہ میرے ساتھ کتے جیسا سلوک کیوں نہیں کیا جاتا! آخر میں بھی جان دار ہوں۔"(13)

اسی طرح کا ملتا جلتا مضمون ڈاکٹر صاحب نے بھی باندھا ہے جسے دیکھ کر یوسفی کے واضح اثرات کا پتہ چلتا ہے۔ڈاکٹر صاحب کا مضمون "جناب ملی کی سوانح عمری" یوسفی کے اثرات سے بھرپور ہے اور ہر پیراگراف میں مشتاق احمد یوسفی مسکراتا ہوا نظر آتا ہے۔اقتباس ملاحظہ کریں جس پر یوسفی کے واضح اثرات در آئے ہیں:

> "مغرب میں کتے کا اس قدر مقام ہے کہ خاوندوں نے تحریک چلائی ہے کہ ہمیں کتے کے برابر حقوق ملنے چاہییں۔"(14)

مشتاق احمد یوسفی کی تیسری تصنیف "زرگزشت" (۱۹۷۶ء) جسے یوسفی کی سوانح عمری بھی کہا جاتا ہے مگر یوسفی کا خاصا ہے کہ انہوں نے نہ تو کسی کتاب میں اپنی عمر یا دیگر احوال واضح بیان کئے ہیں اور نہ ہی کسی ٹی وی، ریڈیو یا دیگر ذرائع میں کسی انٹرویو میں اپنے احوال بیان کیے ہیں بلکہ اپنی ملازمت کو خدشہ لاحق ہو گا یہ عذر بیان کر کے ان تمام معلومات سے اپنے قاری کو بے گانہ رکھا ہے۔خاص کر کے عمر اور جائے پیدائش کو تو ہر جگہ صیغہ راز میں رکھا ہے۔ان کی تصانیف میں بھی ہلکے پھلکے اشارے ملتے ہیں جن سے کچھ بھی واضح نہیں ہوتا صرف مبہم سی معلومات ملتی ہیں اور بس۔مثلاً ان کی تصنیف اول "چراغ تلے" جو کہ ۱۹۶۲ء میں منظر عام پر آئی اس میں بھی عمر اور جائے پیدائش کے حوالے سے چند معلومات ملتی ہیں اقتباس ملاحظہ کریں:

> "تاریخ پیدائش: عمر کی اس منزل پر آپہنچا ہوں کہ اگر کوئی سن ولادت پوچھ بیٹھے تو اسے فون نمبر بتا کر باتوں میں لگا لیتا ہوں۔"(15)

جہاں تک یوسفی کے اثرات کی بات ہے تو یہاں بھی ڈاکٹر صاحب حسب عادت اپنی روش پر قائم رہے ہیں اور یوسفی کے اثرات کو قبول کرنے سے باز نہیں آئے اور مندرجہ بالا مضمون کو اپنی تحریر کا حصہ بنا کر پیش کیا ہے۔موصوف کی تصنیف سے اقتباس ملاحظہ کریں:

> "باربرابش! اگرچہ اس عمر کی ہیں جس میں ہر کسی کو آپ کی عمر کا پتہ چل چکا ہوتا مگر موصوفہ سے کوئی عمر پوچھے تو ملی کی بتا کر باتوں میں لگا لے گی۔"(16)

اگر یوسفی انسان کے حوالے سے اپنی تصنیف "زرگزشت" صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں کہ عام انسان تین بار نگاہوں کا مرکز بنتا ہے تو ڈاکٹر صاحب بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے اور اپنی تصنیف "افراتفریح" کے مضمون "آپریشن میرج سٹارم" صفحہ ۹۶ پر لکھ دیتے ہیں کہ "ہم جیسوں کو پوری زندگی میں ایک بار اس وقت سلامی ملتی ہے جب ہماری شادی ہوتی ہے"۔یوسفی ظہیر الدین بابر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ وہ بغل میں دو دو آدمیوں کو دبا کر قلعے کی دیوار پر دوڑتا تھا تو موصوف بھی ایسا ہی لکھ دیتے ہیں کہ بابر دو آدمی بغل میں دبا کر دوڑ لگا سکتا تھا تو یہ آدھی جمیعت علما پاکستان بغل میں دبا کر چل سکتے ہیں۔اگر یوسفی لکھتے ہیں کہ شادی کے بعد بیوی اور غموں کی بات کرتے ہیں تو موصوف بھی ایسا ہی لکھ دیتے ہیں۔اگر یوسفی اپنی تصنیف "آب گم" صفحہ ۱۴۱ پر گدھے اور الو حوالے

سے لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مغرب کے الو کے سامنے ہمارا الو تو نرا الو ہے تو موصوف بھی اسی طرح کا مضمون اپنی تصنیف میں باندھ دیتے ہیں۔ اقتباس ملاحظہ کریں:

"گیارہ برس لندن رہنے کے بعد ہم پر بالکل واضح ہو گیا کہ مغرب میں گدھے اور الو کو گالی نہیں سمجھا جاتا۔ بالخصوص الو تو علوے فکر اور دانائی کا سمبل ہے۔"(17)

"کار ،کابلی والا اور الہ دین بے چراغ" یوسفی کا مزاح کی معراج تصنیف " آب گم "کا ایک بہترین مضمون ہے جس میں یورپ کی معاشرت کے ساتھ ساتھ وہاں کے لوگوں کے عادات و اطوار پر بھی طنز کسی گئی ہے ڈاکٹر یونس بٹ یہاں بھی یوسفی کے اثرات قبول کرنے سے باز نہیں رہے اور مغربی الو کی بحث لگا کر اپنے مضمون میں مزاح تخلیق کرنے کی سعی کرتے ہیں اقتباس ملاحظہ کریں:

"ہمارے ہاں اتنا الو کو بیوقوف نہیں سمجھا جاتا جتنا بے وقوف کو الو سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ مغرب میں تو یہ دانش کی علامت ہے۔"(18)

اگر یوسفی مغرب کی ڈیموکریٹک پارٹی اور ان کے انتخابی نشانات گدھا اور الو کی بات کرتے ہیں تو ڈاکٹر صاحب بھی اپنے مضمون "امریکہ اور گدھا گری" میں بلکل ایسا ہی مضمون باندھتے ہیں اور امریکہ کی ری پبلکن اور ڈیموکریٹک کے انتخابی نشانات گدھا اور ہاتھی بتاتے ہیں شکر ہے یہاں ہاتھی کا ذکر کر کے کچھ تو مختلف لکھنے کی سعی کی گئی ہے۔ اگر یوسفی خوف الٰہی و اہلیہ کی بات کرتے ہیں تو موصوف بھی خوف الٰہی و اہلیہ کی بات کرتے ہیں۔ اگر یوسفی "موذی" کے تحت سگریٹ کے حوالے سے لکھتے ہیں تو ڈاکٹر صاحب بھی اپنے مضمون "سگریٹ نوشی" کا احوال بیان کر دیتے ہیں۔ اگر یوسفی اپنی تصنیف 'چراغ تلے "میں "کافی" کے حوالے سے مزاح تخلیق کرتے ہیں تو ڈاکٹر صاحب بھی اپنی تصنیف کے صفحہ ۱۶۲ پر اپنے مضمون "مئیر اور نائٹ مئیر" کے تحت کافی پر یوسفی کی طرح تبصرہ کر دیتے ہیں۔ اگر یوسفی لکھتے ہیں کہ امریکہ کے بچوں کے لئے مشکل ترین سوال ان کی ولدیت کی دریافت ہے تو ڈاکٹر صاحب بھی اپنے مضمون "دولت اور ایک لت" میں اسی سے ملتا جلتا مضمون لکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہالی وڈ کے طلبہ کے لئے مشکل ترین سوال یہ تھا کہ اپنے والد پر مضمون لکھیں۔ اگر یوسفی کہتے ہیں کہ دور کی عینک سے اپنی اور نزدیک کی عینک سے دوسروں کی بیوی اچھی لگتی ہے تو ڈاکٹر صاحب بھی ایسا ہی مضمون باندھتے ہیں کہ دور سے ہر کوئی خوبصورت لگتا ہے یہاں تک کہ اپنی بیوی بھی اچھی لگتی ہے اور جب وہ پاس ہوتی ہے تو بندے کو لگتا ہے کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ صنف نازک سے عمر دریافت کرنا ایسے ہی ہے جیسے بلی کے گلے میں گھنٹی باندھنا۔ کچھ بھی ہو جائے عورت کی عمر تو بڑھتی ہے مگر کیا مجال ہے کہ اس سالگرہ پر موم بتیوں کی تعداد بڑھ جائے اس حوالے سے یوسفی نے بہت خوبصورت پیرائے سے مزاح تخلیق کیا ہے۔ اگر یوسفی کہتے ہیں کہ موصوفہ اپنی ۴۲ سالگرہ پر ۲۴ موم بتیاں روشن کر کے سالگرہ منا رہی تھی تو ڈاکٹر صاحب بھی ایسا ہی نظریہ اپنے مضمون میں پیش کرتے ہیں کہ موم بتیاں تو ہوتی ہی عمر پر روشنی ڈالنے کے لئے ہیں اور ساتھ ہی ایک اداکارہ کا ذکر کر دیتے ہیں کہ اس نے کہا تھا کہ اگر میں اپنی عمر کے حساب سے

سالگرہ کیک پر موم بتیاں جلالوں تو سارے گھر کو آگ لگ جائے گی۔ مضمون اور مطلب یوسفی والا ہی ہے تھوڑے ردوبدل کے ساتھ اسی مضمون کو اپنا بنا کر پیش کر دیا گیا ہے۔ یوسفی کی تصنیف "چراغ تلے" (۱۹۶۲ء) سے اقتباس ملاحظہ کریں:

> "ہماری رائے میں کسی پڑھی لکھی عورت کے لئے اس سے سخت اور کون سی سزا ہو سکتی ہے کہ اسے چالیس دن تک اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھلایا جائے۔ اس سے بہتر اور زود اثر طریقہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔"(19)

ڈاکٹر یونس بٹ بھی اسی انداز اور مضمون کو تھوڑے ردوبدل کے ساتھ اپنا بنا کر اپنی تصنیف "افراتفری" کے مضمون "دل برداشتہ اور دلبر داشتہ" میں پیش کر دیتے ہیں فرق صرف کتب کے مصنف کے نام کا ڈالتے ہیں کہ یوسفی نے پڑھی لکھی خواتین کے حوالے سے یہ مضمون باندھا ہے اور ڈاکٹر صاحب نے اسی مضمون کو کتب کے مصنفین کے لئے باندھا ہے۔ ملاحظہ کریں:

> "ایسے ہی آجکل کتابیں لکھنے والوں کو زیادہ سے زیادہ یہی سزا دی جا سکتی ہے کہ ان کو انہی کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھوائی جائیں۔"(20)

یوسفی کی تصنیف اول "چراغ تلے" (۱۹۶۲ء) جیسے ہی چھپی یوسفی کو بہت پذیرائی ملی اور یوسفی اردو ادب کی ان چند ہستیوں میں سے ایک ہیں کہ جنھیں ان کی زندگی میں ہی اس قدر سراہا گیا ورنہ ہمارے ہاں تو روایت ہے کہ! تیری یاد آئی تیرے جانے کے بعد۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ یوسفی کی شہرت ان کی زندگی میں ہی بام عروج پر پہنچ گئی تھی تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ ان کی کتب ایک سے بڑھ کر ایک نایاب شاہکار ہیں ان کی پہلی کتاب کے دیباچہ "پہلا پتھر" سے اقتباس ملاحظہ کریں جو کہ ان کی کتاب کی ابتدائی سطور ہیں:

> "مقدمہ نگاری کی پہلی شرط ہے کہ آدمی پڑھا لکھا ہو۔ اسی لئے بڑے بڑے مصنف بھاری رقمیں دے کر اپنی کتابوں پر پروفیسروں اور پولیس سے مقدمے لکھواتے اور چلواتے ہیں اور حسب منشا بدنامی کے ساتھ بری ہوتے ہیں۔"(21)

عام تاثر یہی ہے کہ کسی بھی ادیب یا شاعر کے اثرات اس کے گزر جانے کے بعد شروع ہوتے ہیں جیسے کہ غالب، میر یا دیگر کی بات کی جائے تو ان کے اثرات ان کے بعد ہی شروع ہوئے بلکہ غالب پر تو ان کے بعد اتنی شرحیں لکھی گئی ہیں کہ ان کے شمار پر ہی اچھا خاصا تھیسس لکھا جا سکتا ہے اسی لئے تو یوسفی نے بھی کہا تھا کہ اگر غالب پر اتنی شرحیں نہ لکھی جاتی تو اسے سمجھنا بلکل بھی مشکل نہیں تھا۔ خیر یہ تو بر سبیل تذکرہ بات نکل پڑی ہم ڈاکٹر یونس بٹ پر یوسفی کے اثرات کے حوالے سے بیان کر رہے تھے تو یہاں بھی ڈاکٹر صاحب نے یوسفی کے اثرات حد درجہ قبول کئے ہیں اقتباس ملاحظہ کریں:

> "پولیس اور کتاب کا یہ رشتہ ہے کہ ہر کتاب کے شروع میں ایک مقدمہ درج ہوتا ہے۔ بعد میں تو کئی ہو سکتے ہیں۔ بعض کتابیں تو ہوتی ہی نرا مقدمہ ہیں۔"(22)

مشتاق احمد یوسفی کے اثرات اس قدر ڈاکٹر صاحب کے ہاں پائے جاتے ہیں کہ شمار کرنا مشکل ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے موصوف کا خود کا فن مزاح دب کر رہ گیا ہے۔ موجودہ عہد کا برانڈ مزاح نگار ہونے کے باوجود ڈاکٹر یونس بٹ بغیر یوسفی کے ایک قدم بھی نہیں چل سکتے اور یوسفی کی نقالی کرنا ان کی فطرت ثانیہ بن چکی ہے۔

حوالہ جات

1. یوسفی، مشتاق احمد، چراغ تلے (کراچی: جہانگیر بکس، 2007ء)، 54۔
2. محمد یونس بٹ، ڈاکٹر، افراتفریح (لاہور: پاکستان بکس اینڈ لٹریری ساؤنڈز، 1992ء)، 37۔
3. یوسفی، مشتاق احمد، زرگزشت (لاہور: جہانگیر بکس، 2007ء)، 188۔
4. محمد یونس بٹ، ڈاکٹر، افراتفریح، 38۔
5. یوسفی، مشتاق احمد، زرگزشت، 9۔
6. محمد یونس بٹ، ڈاکٹر، افراتفریح، 45۔
7. یوسفی، مشتاق احمد، چراغ تلے، 107۔
8. محمد یونس بٹ، ڈاکٹر، افراتفریح، 55۔
9. یوسفی، مشتاق احمد، خاکم بدہن (لاہور: جہانگیر بکس، لاہور، 2007ء)، 27۔
10. محمد یونس بٹ، ڈاکٹر، افراتفریح، 65۔
11. یوسفی، مشتاق احمد، خاکم بدہن، 28
12. محمد یونس بٹ، ڈاکٹر، افراتفریح، 92۔
13. یوسفی، مشتاق احمد، خاکم بدہن، 31
14. محمد یونس بٹ، ڈاکٹر، افراتفریح، 92
15. یوسفی، مشتاق احمد، چراغ تلے، 12۔
16. محمد یونس بٹ، ڈاکٹر، افراتفریح، 93
17. یوسفی، مشتاق احمد، آب گم، (لاہور: جہانگیر بکس، لاہور، 2007ء)، 141
18. محمد یونس بٹ، ڈاکٹر، افراتفریح، 113۔
19. یوسفی، مشتاق احمد، چراغ تلے، 107۔
20. محمد یونس بٹ، ڈاکٹر، افراتفریح، 195

21. یوسفی، مشتاق احمد، چراغ تلے، 11۔
22. محمد یونس بٹ، ڈاکٹر، افرا تفریح، 196

References in Roman Script

1. Yousefi, Mushtaq Ahmad, Chirag Tale (Lahore: Jahangir Books, 2007), 54.
2. Muhammad Yunus Butt, Dr., Afra Tafrih (Lahore: Pakistan Books and Industrial Sounds, 1992), 37.
3. Yousufi, Mushtaq Ahmad, Zarguzasht (Lahore: Jahangir Books, 2007), 188.
4. Muhammad Yunus Butt, Dr., Afra Tafrih, 38.
5. Yousufi, Mushtaq Ahmad, Zarguzasht, 9.
6. Muhammad Yunus Butt, Dr., Afra Tfarih, 45.
7. Yousefi, Mushtaq Ahmad, Chirag Tale, 107.
8. Muhammad Yunus Butt, Dr., Afra Tafrih, 55.
9. Yousefi, Mushtaq Ahmad, Khakim Badhan (Lahore: Jahangir Books, Lahore, 2007), 27.
10. Muhammad Yunus Butt, Dr., Afra Tafrih, 65.
11. Yousufi, Mushtaq Ahmad, Khakim Badhan, 28
12. Muhammad Yunus Butt, Dr., Afra Tafrih, 92.
13. Yousufi, Mushtaq Ahmad, Khakim Badhan, 31
14. Muhammad Yunus Butt, Dr., Afra Tafrih, 92
15. Yousufi, Mushtaq Ahmed, Chirag Tale, 12.
16. Muhammad Yunus Butt, Dr., Afra Tafrih, 93
17. Yousufi, Mushtaq Ahmad, Aab-e-Gum, (Lahore: Jahangir Books, Lahore, 2007), 141
18. Muhammad Yunus Butt, Dr., Afra Tafrih, 113.
19. Yousefi, Mushtaq Ahmad, Chirag Tale, 107.
20. Muhammad Yunus Butt, Dr., Afra Tafrih, 195
21. Yousufi, Mushtaq Ahmed, Chirag Tale, 11.
22. Muhammad Yunus Butt, Dr., Afra Tafrih, 196